

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا

یہ اللہ کی حدود ہیں تجاوز نہ کرو

پارلیمنٹ سے منظور ہونے والے

تحفظ حقوق نسواں بل ۲۰۰۶ء میں

خلاف اسلام تراجم



تحریر: حافظ حسن مدنی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی ریاست کے ایک بنیادی تقاضے کی تکمیل اور نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اہم پیش رفت کرتے ہوئے ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو جرنل ضیاء الحق نے حدود آرڈیننس نافذ کیا، بعد میں ۱۹۸۵ء کی اسمبلی نے اس کی توثیق کر کے انہیں آرڈیننس سے حدود قوانین کا درجہ دیا۔ اس کے بعد ملک میں کئی اسمبلیاں بنیں اور ختم ہوئیں لیکن انہوں نے حدود قوانین کی ترمیم و تنسیخ کی بجائے ان کو برقرار رکھ کر اپنی مہر تصدیق ثبت کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے متعدد بار اور سرحد اسمبلی نے ۲۰۰۳ء میں ان قوانین کے مطابق اسلام ہونے کی قرارداد منظور کی۔ دومرتبہ پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں ان قوانین کی تنسیخ کا بل پیش کیا، لیکن انہیں سند قبولیت نہ مل سکی!

گزشتہ ڈیڑھ دو برس سے ان قوانین کے خلاف این جی اوز کی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ بعض ابلاغی اداروں کے اشتراک کے ساتھ روشن خیال حکومت نے اس بل کو منظور کرانا اپنا اولین ہدف قرار دیا تاکہ اپنے نظریاتی حامیوں کی کلی تائید اور بیرونی حمایت حاصل کی جاسکے۔ میڈیا کے یکطرفہ پروپیگنڈے اور ملک میں فرد واحد کے اقتدار کے بل بوتے پر ایک ایسا قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور ہوا، جو نہ صرف اسلام اور دستور پاکستان سے متصادم ہے بلکہ اس میں مسلم معاشرے کی تہذیبی روایات اور مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کی کھلم کھلا جسارت بھی کی گئی ہے۔

پہلے تو حدود قوانین کو مسلسل کئی ماہ میڈیا پر ٹرائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جولائی / اگست میں اقتدار کے ایوانوں میں اس پر بحث مباحثہ شروع ہوا، اور ۲۱ اگست ۲۰۰۶ء کو اسے اسمبلی میں پیش کر دیا گیا۔ اس بل کا اصل نام تو ’فوجداری ترمیمی بل ۲۰۰۶ء‘ تھا، لیکن خواتین کی ہمدردیاں سیٹھنے کے لئے سلیکٹ کمیٹی کی اولین ترمیم کی رو سے اس کا نام ’تحفظ خواتین بل ۲۰۰۶ء‘ رکھنا قرار پایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کاسار اہل زنا کی شرعی سزا میں ترمیم و تخفیف کے گرد ہی گھومتا ہے۔ بل کی ۲۹ ترامیم ہیں جن کے ذریعے ۲۲ دفعات پر مشتمل ’حد زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء‘ کی ۱۲ دفعات کو منسوخ اور ۶ کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایسے ہی اس بل کے ذریعے ’حد قذف آرڈیننس‘ کی ۲۰ دفعات میں سے بھی ۸ کو منسوخ اور ۶ میں حذف و ترمیم تجویز کی گئی ہے جس کے بعد زنا آرڈیننس میں محض ۴ دفعات اور حد قذف آرڈیننس میں محض ۶ دفعات اپنی اصل صورت میں

صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں۔

قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا، ۱۵ اکتوبر کو کمیٹی نے ۴ ستمبر کو اس میں ۸ ترامیم تجویز کیں۔ انہی دنوں حکومت کی دعوت پر ملک کے ممتاز علماء نے ۱۱ ستمبر کو تین ابتدائی ترامیم پیش کیں۔ حکومت نے انہیں بل میں شامل کرنے کا نہ صرف وعدہ کیا بلکہ انہیں شامل کرنے کا خوب ڈھنڈورا بھی پیٹا، لیکن مقام افسوس ہے کہ اسمبلی سے منظور ہونے والے حالیہ بل میں ان میں سے ایک ترامیم بھی شامل نہیں کی گئی۔ دوسری طرف ۱۳ نومبر کو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اس بل میں مزید ۴ ترامیم تجویز ہوئیں اور آخر کار ۱۵ نومبر کو سلیکٹ کمیٹی کی ۸ ترامیم سمیت، ۱۳ نومبر کی مزید ۴ ترامیم شامل کر کے قومی اسمبلی نے حدود قوانین کا بل پاس کر لیا۔

ملک کے ممتاز اور جدید علماء (جو کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہیں) کا موقف پہلے بھی یہ تھا کہ حکومت کا تیار کردہ بل خلاف اسلام ہے، اگر اس بل میں یہ تین ترامیم کر دی جائیں تو بل کی خامی میں قدرے کمی واقع ہو سکتی ہے، لیکن وعدے کے باوجود ان ترامیم کو نظر انداز کیا گیا۔ اب ۱۵ نومبر کو منظور ہونے والے بل کے بارے میں بھی ملک بھر کے تمام علمائے کرام کا متفقہ موقف یہی ہے کہ یہ بل اسلام سے متضاد ہے۔ یاد رہے کہ اس بل کے خلاف اسلام ہونے پر کسی ایک عالم دین یا کسی دینی حلقہ کا بھی آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حدود آرڈیننس پر شدید تنقید کرنے والے دانشور بھی اس بل کے غلط ہونے پر علمائے کرام کے ہم نوا ہیں، اس کے باوجود حکومت لگا تار اپنے دعوے اور فتوے پر ہی مصر ہے!!

تحفظِ خواتین بل میں خلافِ اسلام ترامیم

بل کی ترمیم نمبر ۷ کے الفاظ یہ ہیں:

”۴۹۶ ب (زنا: ۱) ایسے مرد اور عورت جن کی آپس میں شادی نہ ہوئی ہو، اگر رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ زنا کے مرتکب ہوں گے۔

(۲) زنا کے مرتکب مرد و عورت کو جو سزا دی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہو سکتی ہے اور انہیں ۱۰ ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی☆۔

(☆ مذکورہ بالا ترمیم ان چار ترامیم میں سے پہلی ہے جنہیں ۱۵ نومبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شامل کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ زیرِ نظر مضمون کے تمام اقتباسات تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء کے مصدقہ اور تازہ ترین متن سے ماخوذ ہیں۔ توجہ طلب امر یہ ہے کہ بل کے اردو متن میں زنا کی سزا عائب کر دی گئی ہے جو مستند انگریزی متن میں موجود ہے، البتہ یہ سزا اردو و انگریزی ہر دو متنوں میں ترمیم نمبر ۹ کے جدول ہشتم میں بھی جرمِ زنا کی سزا والے خانہ نمبر ۷ میں

(زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ) ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔)

۴۹۶ ج) زنا کے جھوٹے الزام کی سزا: جو کوئی بھی کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا گواہی دے وہ زیادہ سے زیادہ ۵ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے کے جرمانے کا مستوجب ہوگا۔“

تبصرہ : (۱) ترمیم کے ذریعے تعزیرات پاکستان میں دودنوعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسلام کا معمولی علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ ان دونوں جرائم کی سزائیں صریحاً خلاف اسلام ہیں۔ زنا کی سزا قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ [النور: ۲]

”زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ اکوڑے کی سزا دو۔“

قرآن کریم کا واضح حکم یہ ہے کہ زانی کی سزا ۱۰۰ اکوڑے ہے، جبکہ منظور کردہ بل میں اس کی سزا زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید یا جرمانہ رکھی گئی ہے، یعنی کم سے کم سزا محض چند روز قید اور چند روپے جرمانہ بھی ہو سکتی ہے۔ کیا زنا کی سزا میں یہ ترمیم خلاف اسلام نہیں؟؟

ممکن ہے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس سزا میں پارلیمنٹ یا حاکم وقت کو ترمیم یا تخفیف کا اختیار ہے۔ لیکن ایسا دعویٰ محض قرآن و سنت سے لاعلم شخص ہی کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں واضح طور پر بتا دیا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ

أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾ [الاحزاب: ۳۶]

”کسی مومن اور مومنہ کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمادیں تو اپنے پاس سے نئے فیصلے کرنا شروع کر دیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی کا شکار ہو گیا۔“

اللہ کی طے کردہ عقوبات (حدود اللہ) میں حاکم وقت یا پارلیمنٹ تو کجا، کسی شیخ الاسلام اور مجتہد العصر کو بھی ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔ اسلام میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑی حیثیت کسی کی نہیں ہو سکتی، لیکن ان حدود اللہ میں کوئی ترمیم یا کمی بیشی کرنے کے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی مجاز نہیں۔ دور نبوی کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ”قریشی قبیلہ کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہما) اس

عورت (فاطمہ) کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش لے کر آئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی اس جسارت پر سخت ناراض ہوئے اور یہ تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا:

((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ۔ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ مُحَمَّدٌ يَدَهَا))

”کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے۔“ [صحیح بخاری: حدیث ۶۲۹۰]

اس مشہور واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حدود اللہ میں تبدیلی کا اختیار روئے کائنات میں کسی کے پاس بھی نہیں، اشرف المخلوقات اور سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھی اگر یہ اختیار ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پیارے صحابہؓ کی بات تسلیم کر لیتے اور اس قریشی عورت کی سزائیں تخفیف فرما دیتے۔

پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ مزید برآں دستور پاکستان کی دفعات کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی..... کہ بہن بھائی آپس میں شادی کر سکتے ہیں..... کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزائیں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کھلم کھلا جنگ ہے!!

(۲) جس طرح اسلام میں زنا کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور اس میں تبدیلی کا کوئی بھی مجاز نہیں، اسی طرح اسلام نے زنا کے جھوٹے الزام (تہمت یا قذف) کی سزا بھی متعین کر دی ہے۔ موجودہ بل میں زنا کی تہمت (قذف) کی شرعی حد میں بھی ترمیم کی جسارت کی گئی ہے۔ تہمت یا قذف کی سزا بڑی مشہور ہے، جس کی بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ [النور: ۴]

”جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں، انہیں ۸۰ کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔“ زنا کی تہمت کی سزا ایک طرف قرآن کریم بیان کرتا ہے اور دوسری طرف ہماری حکومت اسے بھی پانچ سال میں تبدیل کر رہی ہے۔ اوپر درج کردہ قرآنی آیات اور فرامین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رو سے کس نے حکومت یا اراکین پارلیمنٹ کو حدود اللہ میں ترمیم و تخفیف کا یہ اختیار دیا ہے؟

(۳) تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء کی ترمیم نمبر ۵ کے الفاظ یہ ہیں کہ
 ”کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا، جب وہ کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات
 میں کسی صورت میں جماع کرے:

(۱) اس کی مرضی کے خلاف اس کی رضامندی کے بغیر

(۳) جب مرضی ہلاکت یا ضرر کا خوف دلا کر لی گئی ہو (۴) عورت کو اپنا شوہر ہونے کا مغالطہ ہو جبکہ مرد کو امر واقعہ کا پتہ ہو
 (۵) لڑکی کی رضامندی یا اس کے بغیر، جب کہ وہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہو۔“

اس ترمیم سے پہلی بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف یا اس کی رضامندی کے
 بغیر کیا جانے والا جنسی فعل زنا بالجبر کہلائے گا۔ اس قانون کی رو سے کوئی شوہر اگر اپنی بیوی کی رضامندی کے
 بغیر اس سے جماع کرتا ہے تو وہ بھی زنا بالجبر کا مجرم قرار پائے گا۔ یہ ترمیم اسی مطالبے کی بازگشت ہے جو مغربی
 حقوق نسواں اور این جی اوز پروردہ خواتین کا کافی عرصہ سے کر رہی ہیں اور چند ماہ قبل پیپلز پارٹی کی ایک رکن
 قومی اسمبلی کا یہ مطالبہ قومی اخبارات میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ یہ تو روشن خیال اور مغرب نواز لوگوں کا مطالبہ
 ہے جس کے برعکس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان بھی پڑھ لیجئے کہ:

((اذا دعا الرجل امرأته الى فراشه فأبت فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح))
 [صحیح بخاری: ۳۲۳۷]۔ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس سے
 ناراضگی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر صبح ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔“
 اس ترمیم کے خلاف اسلام ہونے میں کسی شخص کو معمولی سائیک و شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔

(۴) اوپر درج کردہ ترمیم کی صورت نمبر ۵ کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ ۱۶
 برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا بالجبر قرار پائے گا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں عورت سزا سے مستثنیٰ ہے
 جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہر لڑکی زنا کی سزا سے مستثنیٰ قرار پائے گی۔ اس ترمیم کی ضرورت
 کیوں پیش آئی؟ بل کے آخر میں بیان کردہ بیانِ اغراض و وجوہ کا پیرا نمبر ۴ ملاحظہ ہو:

”عصمتِ درمی کا الزام لگانے کے لئے عورت کی مرضی (مرد کے) دفاع کے طور پر استعمال کی
 جاتی ہے۔ یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر عورت کی عمر ۱۶ سال سے کم ہو تو مذکورہ مرضی کو دفاع کے طور پر استعمال
 نہ کیا جائے۔“

یہ ترمیم نہ صرف خلافِ قانون ہے بلکہ خلافِ اسلام بھی ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۸۳ کی رو سے ۱۲ تا ۱۷ برس کا بچہ/بچی فوجداری جرم کی مسئولیت سے مستثنیٰ ہے، اس سے بڑی عمر کے بچے کو یہ رعایت حاصل نہیں۔ پھر زنا کے جرم کو ایسا کیا خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ عورت کو ۱۶ برس تک زنا کے جرم سے چھوٹ دے دی جائے؟ یوں بھی زنا کا تعلق بنیادی طور پر ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے جو مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف عمروں میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کر دینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ۱۶ برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کر سکے گا!!

یہ شق خلافِ اسلام بھی ہے کیونکہ اسلام نے زنا کی سزا کو عمر کی بجائے جسمانی بلوغت کی علامتوں کے ساتھ منسلک کیا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۲۴۷۰ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی موجود ہے۔ اس ترمیم کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لڑکیوں کو ۱۶ سال تک زنا کے جرم سے چھوٹ ملنے کے بعد بچوں میں بدکاری پھیل جائے گی، اور ایسی بری عادات کا شکار بچے مستقبل میں بھی جنسی بے راہ روی کا شکار رہیں گے۔ اس امر سے بھی کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ ۱۶ سال سے کم عمر لڑکیاں اپنی رضامندی سے جنسی فعل کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ لاس اینجلس ٹائمز کی ۴ مارچ ۲۰۰۵ء کی رپورٹ میں اسی شہر کے چھٹی کلاس کے طلبہ و طالبات کا ایک سروے شائع کیا گیا تو ۷۰ فیصد بچے جنسی بے راہ روی کے مرتکب پائے گئے، ایسے ہی آئے روز سکولوں کی طالبات کے حاملہ ہونے کی خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(۵) قومی اسمبلی میں منظور ہونے والے بل کی شق نمبر ۵ کے ذریعے زنا بالجبر کو تعزیرات پاکستان میں (دفعہ ۳۷۷ کے تحت) شامل کر دیا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے زنا بالجبر ہو یا رضامندی سے، ہر دو کو زنا ہی کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے زنا کو رضا اور جبر کی بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں تقسیم کیا ہے۔ جس طرح زنا کے بعض کیسوں میں عورت کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے لیکن زنا بالقتل جرم و سزا کی کوئی اصطلاح نہیں، اسی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی شریعت کی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ زنا جیسے بھی ہو اس کے لئے کتاب و سنت میں حدود اللہ بیان کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ زنا بالجبر کی نئی اصطلاح وضع کر کے فعل زنا کی بعض واقعاتی صورتوں کو حدود اللہ سے نکالنا خلافِ اسلام ہے۔ فعل زنا کی تمام صورتوں کو حدود آؤڈیننس میں ہی ہونا چاہئے۔ حدود آؤڈیننس سے زنا کی سزا کو نکالنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جبری زنا کی صورت میں زنا کی شرعی حد کی بجائے صرف تعزیری سزا ہی دینا ممکن ہوگا۔ یہ امر خلافِ اسلام ہے کہ فعل زنا کی سزا حد کی بجائے محض تعزیری بنادی جائے!

(۶) بل کی شق نمبر ۵ کے ذریعے تعزیرات پاکستان میں شامل کی جانے والی دفعہ ۶۷۳ میں زنا بالجبر کی سزا کو سزائے موت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت سے جبری زنا ہو تو اس صورت میں بھی زانی کی سزا موت نہیں بلکہ کنوارے کے لئے ۱۰۰ کوڑے + علاقہ بدری اور شادی شدہ کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔ موطا امام مالکؒ و دیگر کتب حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے دور کا مشہور واقعہ موجود ہے کہ :

”ایک شخص نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو شکایت کی کہ اس کے مہمان نے اس کی بہن سے جبراً زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے تفتیش کی تو اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اسے ۱۰۰ کوڑے لگوائے اور ایک برس کے لئے فذک کے علاقے میں جلاوطن کر دیا۔ اور عورت کو نہ تو کوڑے لگوائے اور نہ ہی جلاوطن کیا کیونکہ زانی نے اسے مجبور کیا تھا۔ (ایک سالہ جلاوطنی کے بعد) حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے زانی کو حکم دیا کہ اب اسی عورت سے نکاح کرو۔“ [موطا: کتاب الحدود، حدیث ۱۳]

ایسا ہی ایک واقعہ صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے دور کا بھی موجود ہے جب خلیفہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے جبری زنا کرنے والے مرد کو کوڑوں کی سزا دی۔ اگر زنا بالجبر کی سزا موت ہوتی تو پھر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) زانی کو مجبور عورت سے نکاح کرنے کا حکم کیونکر دے پاتے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلاف اسلام ہے۔ جن لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم میں جبری زنا کی سزایان نہیں ہوئی، وہ سورۃ النور میں زنا کی سزائوں کے بعد اسی سورۃ کی اگلی آیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جبری زنا کی شکار عورت کا زنا کی سزا سے مستثنیٰ کر دیا ہے:

﴿وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [النور: ۳۳]

”اور جو ان خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔“ اسلام کی رو سے مجبور عورت کا محض یہ دعویٰ کر لینا کہ اس سے جبر ہوا ہے، اور اس دعویٰ کی قرائن سے تصدیق ہو جانا عورت کی بریت کے لئے کافی ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں مجبور عورت کو زنا کے الزام میں سزا دینا، اور پولیس کا انہیں جیلوں میں ڈال دینا نہ صرف فرامین نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صریح خلاف

ورزی بلکہ عدالتِ عالیہ کے فیصلوں اور وفاقی شرعی عدالت کے احکامات کی توہین کے مترادف ہے۔ عصمتِ دری کی شکار عورت پر ایسے ظلم کے انسداد کے لئے حکومت کا یہ ترمیم پاس کر لینا ہی کافی ہوتا جو کوئی بھی ایسی عورت کو سزا یا پریشانی سے دوچار کرے، اسے سنگین سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

(۷) تحفظِ خواتین بل میں خلافِ اسلام امر یہ بھی ہے کہ اقدامِ زنا، مبادیاتِ زنا یا بوس و کنار وغیرہ کی سزائیں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ جبکہ حدودِ آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں نہ صرف اس جرائم کی سزائیں بھی مقرر کی گئی تھیں بلکہ اس کی دفعہ ۲۰ کی شق اول میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اگر عدالت کو بعض دیگر ایسے چھوٹے موٹے جرائم کا علم ہو جائے جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوں تو ان کی سزا بھی سناسکتی ہے۔ لیکن موجودہ بل نے نہ صرف اس دفعہ ۲۰ کے حدودِ آرڈیننس میں درج دیگر سزاؤں مثلاً سرعام ناشتی، برہنہ کرنا یا اقدامِ زنا وغیرہ کو بھی منسوخ کر دیا ہے۔ نامعلوم اس سے عورتوں کو تحفظ دیا جا رہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جا رہی ہے.....؟

طرفہ تماشا ہے کہ اس ملک میں اقدامِ قتل کی سزا تو موجود ہے لیکن اقدامِ زنا کی کوئی سزا موجود نہیں جبکہ اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے مبادیات اور اس کی طرف لے جانے والے مراحل بھی ممنوع کر دیئے ہیں۔ سید المرسلین نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف اجنبی مرد و عورت کی خلوت کو حرام قرار دیا [صحیح بخاری: ۴۸۳۲] بلکہ یہاں تک فرمایا:

((العیان تزنیان والیدان تزنیان والرّجلان تزنیان و یحقّق ذلک الفرج أو یکذبہ))

”آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، ہاتھ اور پاؤں بھی۔ اور شرمگاہ اس (زنا) کی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے۔“

یعنی اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتی یا رد کر دیتی ہے۔ [ابن حبان: ۴۹۶۶]

ایسے ہی دوسرے کے گھر میں جھانکنے پر اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دے تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس آنکھ کے ضیاع کو رאיگاں قرار دیا ہے۔ [صحیح مسلم: ۴۰۱۴]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں زنا ہی اکیلا جرم نہیں بلکہ دوسروں کے حرم (قابل احترام جگہ یا خواتین) سے نظر بازی کرنا بھی سنگین جرم ہے۔

(۸) پارلیمنٹ سے پاس ہونے والے بل میں خلافِ اسلام شق یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے حدودِ اللہ کی دیگر قوانین پر برتری ختم کر دی گئی۔ یاد رہے کہ حد زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی شق نمبر ۳ کے ذریعے ان

قوانین کو دیگر تمام قوانین پر برتری دی گئی تھی جسے حالیہ بل کی ترمیم نمبر ۱۲ نے منسوخ کر دیا ہے۔ یہ منسوخی اسلام سے کھلا انحراف ہے کیونکہ قرآن کا واضح حکم ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا

فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [النساء: ۶۵]

”اے نبی! تیرے رب کی قسم، یہ لوگ کبھی بھی ایمان والے نہیں بن سکتے حتیٰ کہ آپ کے فیصلوں کو دل و جان سے تسلیم نہ کر لیں، پھر ان کے دلوں میں اس پر کوئی خلش باقی نہ رہ جائے جو آپ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور یہ اس کو صمیم قلب سے تسلیم کریں۔“

مذکورہ بالا منسوخی دستور پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہ ترمیم دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کی شق نمبر ۲۲/۱ سے بھی متصادم ہے جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ:

”تمام موجودہ قوانین کو اسلام کے احکام..... جیسے کہ وہ قرآن حکیم اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بیان ہوئے ہیں..... کے مطابق بنایا جائے گا۔ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے، ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام سے متصادم ہو۔“

کتاب وسنت پر مبنی قوانین کی برتری کے خاتمہ کی مذموم کوشش اس حلف کے بھی مخالف ہے جسے پاکستان کا صدر، وزیراعظم، وفاقی وزراء، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیئرمین سینٹ، صوبائی گورنرز اور جملہ اراکین اسمبلی و سینٹ اپنے عہدہ کے آغاز میں اٹھاتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے شیڈول ۳ میں اس حلف کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ”میں حلف اٹھاتا ہوں کہ میں اسلامی نظریہ کے تحفظ کی ضرورت پر جدوجہد کروں گا جو کہ قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔“

قابل غور امر یہ ہے کہ قرآن وسنت سے صریح متصادم ایسی قانون سازیوں کے بعد مملکت کے ان اہم ترین عہدوں پر فائز حضرات کیا اپنے حلف سے منحرف تو نہیں ہو گئے؟ کیا ایسا بل منظور کر کے انہوں نے دستور پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب تو نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر، قرآن وسنت کے فیصلوں کو نہ ماننے والے اللہ کے واضح فرمان کے مطابق کیا دائرہ اسلام سے ہی خارج تو نہیں ہو گئے؟..... ان سوالات کا جواب قوم کو خود تلاش کرنا چاہئے!!

(۹) حدود اللہ کی برتری کی یہ دفعہ محض تبرک یا تقدس کے حصول کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کی عملاً

ضرورت تھی جس کے خاتمے کے لئے یہ سنگین اقدام کیا گیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

تحفظ خواتین بل کے بعد زنا کے بارے میں بیک وقت تین ضوابط وجود میں آ گئے ہیں:

(۱) 'زنا بالجبر' سزا: موت یا ۲۵ برس قید (بحوالہ ترمیم نمبر ۵)

(۲) 'زنا' سزا: ۵ سال قید (بحوالہ ترمیم نمبر ۷، ۹ کا جدول ۸)

یہ دونوں قوانین مجموعہ تعزیرات پاکستان میں رکھے گئے ہیں اور تیسرا حدود آؤڈینس میں:

(۳) 'زنا' پر بظاہر شرعی سزائیں، شادی شدہ کو سنگساری اور کنوارے کو ۱۰۰ کوڑے + جلا وطنی

(حدود آؤڈینس کی دفعہ نمبر ۵ کو بحال رکھنے کی بنا پر)

آئیے غور کریں کہ ایک ہی جرم (یعنی زنا) کے لئے تین سزائیں رکھنے سے مقصد کیا ہے؟ اس کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے شرعی سزائیں منسوخ نہیں کیں اور زنا کی ۵ سال کا دعویٰ کرنے والوں کو جھٹلایا جائے کہ ایسا نہیں بلکہ اس کی شرعی سزا تو موجود ہے۔ اسی لئے زنا کی نئی وضع کردہ سزا (۵ سال قید) کو عہد اچھا دیا گیا ہے اور پورے بل میں اس کا سراغ محض ترمیم ۹ کے جدول ششم کے ذریعے ملتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے یہ تینوں جرائم دراصل زنا ہی کی تین صورتیں ہیں۔ 'زنا بالجبر' کے نام پر زنا کی بعض صورتوں کو شرعی سزاؤں سے نکال لینا خلاف اسلام ہے۔ پھر 'زنا' کی تعریف "غیر منکوحہ سے رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرنا" سے مراد دراصل زنا بالرضا ہے جس کی سزا پانچ سال قید ہے۔ اب زنا کی تیسری یعنی شرعی سزا کو معطل رکھنے کے لئے حدود آؤڈینس کی برتری کی شق منسوخ کر دی گئی ہے جس کے بعد زنا کی شرعی سزا کی حیثیت محض نمائشی رہ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک ہی جرم پر سزاؤں میں یہ تفاوت متضاد قانون سازی کو بھی جنم دے رہا ہے لہذا قابل استرداد ہے۔ مثال کے طور پر تعزیرات پاکستان میں مندرج زنا (بالرضا) کی رو سے شادی شدہ مرد کے زنا کی سزا محض ۵ سال قید ہے جبکہ حدود آؤڈینس کی رو سے اس کی سزا سنگساری ہے۔ دونوں سزاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اب عملاً زنا کی سزا حدود آؤڈینس کی بجائے تعزیرات پاکستان کے مطابق ہوگی، البتہ دکھانے کے لئے شرعی سزا بھی حدود آؤڈینس میں موجود رہے گی لیکن اس کی برتر حیثیت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے جس کے بعد ایک ہی جرم کے بارے میں دو مختلف نوعیت کے قوانین سامنے آ گئے ہیں۔

اب قانون دان حلقے اپنی ذہنی وابستگی، تربیت اور علمی صلاحیت کی بنا پر تعزیرات پاکستان کو ہی اختیار کریں گے اور پورا نظام عدالتوں کی پریکٹس بھی اسی کو تحفظ دے گی اور جاری رکھی جائے گی۔

بعض حضرات کے نزدیک اگر حدود و قوانین کی برتری برقرار رکھی جائے تو اس سے اسلام دوست بیج حضرات کے لئے شرعی سزا دینا ممکن ہو جاتا ہے، لیکن یہ محض سادہ لوحی ہے کیونکہ اس مضمون کے آخر میں ’قانون کے اجراء کے طریقہ کا ذکر اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرعی سزا کے اجراء کے ضمن میں بھی ایسی قانون سازی عمل میں لائی جا چکی ہے کہ عملاً حد کی شرعی سزا دینا کسی صورت ممکن نہیں رہتا۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیے!

(۱۰) جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ حدود اللہ میں کوئی ترمیم و تخفیف یا معافی نہیں دے سکتا۔ اسی لئے حد زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۲۰ کی شق ۵ کے ذریعے حدود آرڈیننس میں درج جرائم کو ضابطہ فوجداری کے ان جرائم سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا جن میں صوبائی حکومت، صدر یا کرسی اقتدار پر موجود شخص معافی دے سکتا ہے۔ لیکن حالیہ تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۱۸ کے ذریعے حدود آرڈیننس کی اس شق کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی ملزم قانونی گنجائشوں کی اس قدر لمبی چوڑی تفصیلات کے باوجود اس قدر بد قسمت ہے کہ اسے حدود اللہ کے تحت سزا سننا ہی دی گئی ہے تو زیادہ پریشانی کی بات نہیں، کیونکہ عام جرائم کی طرح اس کی سزا کو کوئی بھی مجاز اتھارٹی معاف کر سکتی ہے۔ ایک طرف حدود اللہ میں ترمیم کا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی اختیار نہیں تو دوسری طرف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک ادنیٰ امتی بے دھڑک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس بات کو خلاف اسلام سمجھنے یا قرار دینے کے لئے کسی گہری سمجھ بوجھ کی ضرورت نہیں! یہ تو حدود اللہ کی معافی کی بات ہے، اگر معاملہ زنا بالجبر کا ہے جو پہلے ہی تعزیرات پاکستان میں شامل کیا جا چکا ہے تو وہاں آئین پاکستان کی شق ۴۵ کے تحت صدر کو سزا میں ترمیم یا معطلی اور معافی کی کھلی گنجائش موجود ہے۔ غور کریں کہ اس سے زنا بالجبر کی سزا میں اضافہ کیا جا رہا ہے یا اس میں تخفیف ہو رہی ہے کہ اس کے مجرم کو معافی ملنے کا امکان پیدا کر دیا گیا ہے۔

(۱۱) تحفظ خواتین بل ۲۰۰۶ء کی ترمیم نمبر ۸ ملاحظہ فرمائیے:

(۲۰۳/الف) عدالت کا افسر صدارت کنندہ فوری طور پر مستغیث اور جرم کے لئے ضروری دخول

کے فعل کے کم از کم چار چشم دید مسلمان بالغ مرد گواہوں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔“

اسلام کی رو سے فعل زنا کے گواہ مستغیث کے علاوہ چار نہیں ہوتے بلکہ اس کو شامل کر کے چار ہیں جبکہ اس بل کے بعد پانچ گواہوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یہ بات بھی خلاف، اسلام ہے۔ مزید برآں اسلام کی رو سے زنا کی سزا محض زانی یا زانیہ کے اعتراف پر بھی دی جاسکتی ہے لیکن نئے مسودہ قانون میں اس کو سرے سے نکال ہی دیا گیا ہے، یہ بات بھی خلاف اسلام ہے۔ دور نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کئی سزائیں گناہگاروں کے محض ذاتی اعتراف پر دی گئیں، ایسی صورت میں مزید کسی بھی گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی صریحاً خلاف اسلام ہیں۔

اب ایک نظر ان ترامیم پر بھی جو حدِ قذف آرڈیننس میں کی گئی ہیں۔

(۱۲) قذف آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ نمبر ۱۴ العان کے طریقہ کار کے بارے میں ہے جس کی شق نمبر ۳ کی رو سے العان کی کاروائی کو معطل کرنے والے مرد کو سزائے قید تجویز کی گئی ہے۔ اب تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۲۵ نے اس شق کو منسوخ کر دیا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر شوہر بیوی پر العان کی کاروائی شروع کر کے، اسے مکمل نہ کرے تو بیوی معلق رہے گی، نہ تو العان کے ذریعے اپنی بے گناہی ثابت کروا سکے اور نہ ہی اپنا نکاح فسخ کرا سکے۔

اس بل سے ایک طرف خواتین کے تحفظ کی بجائے ان پر ظلم ہو رہا ہے تو دوسری طرف اسلام کے تصورِ العان کو بھی معطل کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے ایسے شوہر کو جو بیوی پر الزامِ زنا لگائے اور العان کی کاروائی شروع کر لے، تو اسے پابند کیا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو پھر شرعی ضابطہ پورا کرے۔ اب مرد عورتوں پر الزام تراشی کرتے رہیں گے، لیکن شرعی ضابطہ پورا نہیں کریں گے..... کیا ایسی صورت میں بیوی کو معلق رکھنے سے تحفظ حاصل ہوگا یا وہ عدم تحفظ کا شکار رہے گی، ویسے بھی یہ صورت شریعتِ اسلامیہ سے متصادم ہے۔

(۱۳) العان کے اسی قانون یعنی دفعہ ۱۴ کی شق نمبر ۴ کے الفاظ یہ ہیں کہ:

”جو بیوی شوہر کے الزام کو سچ تسلیم کر لے تو اس پر زنا کی شرعی سزا جاری ہوگی۔“

لیکن تحفظ خواتین بل نے اس شق کو بھی منسوخ کر دیا ہے۔ اسلام کی رو سے اگر کوئی زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر حد کی سزا جاری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ لیکن یہاں بیوی کے اعتراف کے باوجود اس پر حد کی زنا کو منسوخ کر دینا اسلام سے صریح روگردانی ہے۔

قانون کے اجراء کا ناقابل عمل طریقہ کار

اگر مذکورہ بالا تمام ترامیم کو درست بھی کر دیا جائے تب بھی تحفظِ خواتین بل میں قانون کے اجراء کے طریقہ کار میں ایسے مسائل پیدا کر دیئے گئے ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہو گئی ہے، اس لئے یہ بل ناقابل اصلاح ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیے:

زیر نظر بل کے ذریعے تعزیرات پاکستان میں مزید ۹ جرائم (۳۶۵ ب، ۳۶۷ الف، ۳۷۱ الف/ب، ۳۷۶، ۳۹۳ الف، ۴۹۶ الف، ب، ج) کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ حدودِ آرڈیننس کے محض دو جرائم (زنا آرڈیننس کی دفعہ ۵ اور قذف آرڈیننس کی دفعہ ۷) باقی رکھے گئے ہیں۔ اب جن جرائم کی سزا دینا مطلوب ہے، انہیں پولیس کے دائرہ عمل میں رکھا گیا ہے اور وہ تعزیرات پاکستان کے ۷ جرائم ہیں۔ اور جن جرائم کی محض نمائش مقصود ہے، وہ تعزیرات پاکستان کے آخری دو جرم یعنی (۱) زنا (پانچ سال قید) اور (۲) زنا کا جھوٹا الزام (پانچ سال قید) اور حدودِ آرڈیننس کے دو جرم یعنی (۳) زنا کی شرعی سزا اور (۴) قذف کی شرعی سزا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی سزا دینے میں حکومت کو دلچسپی ہے چونکہ عورت اس میں سزا سے مستثنیٰ ہے اس لئے اس کو پولیس کی ذمہ داری میں رکھا گیا ہے اور اس کا مجرم مرد بلا وارنٹ گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔ (یہ تمام تفصیلات بالخصوص موٹے الفاظ بل ہی سے ماخوذ ہیں)

اس تقسیم کا نتیجہ یہ ہے کہ معمولی جرائم مثلاً پتنگ بازی وغیرہ کی روک تھام تو پولیس کی ذمہ داری بنتی ہے لیکن زنا اور اس کا جھوٹا الزام دونوں پولیس یا ریاست کا دروسر نہیں۔ اگر کسی شخص کو ان جرائم پر تکلیف ہے تو وہ شکایت کنندہ بن کر عدالت کی فیسیں بھرے اور جرم کے خاتمے کے لئے انصاف کا مطالبہ کرے۔ اندراج مقدمہ سے پہلے اپنی شکایت کو درست ثابت کرے اور اس کے لئے وکیل کی فیس بھی لائے۔ اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ تعزیرات پاکستان میں درج زنا کی سزا دلوانے کے لئے دو گواہ ہمراہ لائے اور حدود میں زنا کی سزا دلوانے کے لئے چار عینی گواہ مہیا کرے۔

اس مشقت جھیلنے پر بھی قانون ساز حضرات اس کے شکرگزار نہیں کہ اس نے معاشرے میں برائی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی اور مسلمان ہونے کے ناطے برائی کے خاتمہ کا شرعی فریضہ ادا کیا بلکہ ایسے مدعی کو ہراساں کرنے کے تمام انتظامات کر لئے گئے ہیں اور شکایت کو ناممکن بنانے کے بھی۔

عدالتوں کے اوقات محدود اور ان کا دائرہ کار میلوں تک وسیع ہے۔ شکایت کنندہ صبح ہونے پر، دفتری اوقات میں قریبی تھانے کی بجائے مجاز ضلعی عدالت میں حاضری دے، اس دوران وقوعہ مکمل اور زنا کے مجرم فرار ہو چکے ہوں گے۔ واقعاتی اور بعض صورتوں میں طبی شہادتیں بھی ضائع ہو چکی ہوں گی، اسے چاہئے کہ وہ دو یا چار یعنی گواہ سنبھال کر رکھے اور عدالت میں ان کی گواہیاں پیش کرے۔ لیکن گواہیوں کے باوجود سزا نہیں ہوگی کیونکہ وقوعہ کا اطمینان محض جج کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر جج مطمئن نہیں ہے تو ان شکایت کنندگان اور مدعیان پر زنی الفور تہمت کی سزا عائد کر دی جائے، اس سلسلے میں قانون میں تاخیر کی کوئی اجازت نہیں۔ گویا قانون کی نظر میں تہمت کا جرم زنا سے بھی سنگین ہے۔

اگر جج وقوعہ پر مطمئن ہے تو زنا کے ان ’معصوم‘ مجرموں کے وارنٹ گرفتاری کی بجائے محض سمن بھیجنے پر اکتفا کیا جائے۔ عدالتی سمنوں کا جو حشر ملزمان کرتے ہیں، عدالت کو اس کی فکر نہیں، البتہ زنا بالجبر کے سلسلے میں ہدایت ہے کہ ملزم کے وارنٹ گرفتاری بھیجے جائیں۔ ملزمان کی حاضری یقینی بنانے کے لئے عدالت اس امر کی مجاز نہیں کہ ان سے مزید افراد کی ضمانت بھی حاصل کرے بلکہ عدالت کو ذاتی چمکے پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ اس دوران قانون کو ملزمان کی محرومی اور پابندیت کا بھی پورا احساس موجود ہے، اس لئے ملزمان کو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چاروں جرائم اولین ۷ جرائم کے عین برعکس قابل ضمانت بھی ہیں۔ پھر اگر سزا ہو بھی جائے اور بدقسمت ملزم ان تمام حفاظتی اقدامات کے باوجود زنا کی ۵ سالہ قید یا شرعی سزا پانے سے بچ پائے تو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں، یہ تمام جرائم قابل معافی بھی ہیں۔ حکومت اور مجاز اتھارٹی جب چاہے سزائیں ترمیم یا ان کو معطل کر سکتی ہے۔

قانون سازی کا یہ انوکھا اُسلوب اور جرائم کے سلسلے میں یہ امتیاز ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ آخری چار جرائم میں بھی کئی امتیازات موجود ہیں۔ اولین ۷ جرائم تو ہر تھانے میں، تعزیرات پاکستان کے دو جرائم مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس البتہ حدود آرڈیننس کے دو جرائم صرف سیشن عدالت میں ہی درج ہو سکتے ہیں۔ ترمیمی بل میں یہ بات بھی شامل ہے کہ حدود کے تحت چلنے والے سابقہ تمام مقدمات پر کاروائی روک دی جائے

اور آخری چار جرائم میں کسی ایک جرم کی سزا کے تقاضے پورے نہ ہونے کی صورت میں کسی دوسرے جرم میں ملزم کو سزا دینا بھی غیر قانونی ہوگا، کیونکہ قانون کا ہدف آخر کار ان جرائم کی سزا کو نافذ کرنا نہیں بلکہ انہیں نمائش تک ہی محدود رکھنا ہے۔

یہ ہے ’روشن خیال بل‘ کی حقیقت !!
=====

خلافِ اسلام ترامیم کی فہرست

- (۱) زنا کی شرعی سزا کو بدل کر ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کرنا خلافِ اسلام ہے کیونکہ حدود اللہ میں ترمیم و تخفیف کا اختیار اللہ تعالیٰ نے روئے کائنات میں کسی کو بھی نہیں دیا۔
- (۲) زنا کی تہمت کی سزا ۵۰ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کرنا بھی حدود اللہ میں ترمیم ہے۔
- (۳) ۱۶ برس سے کم عمر لڑکی کے ہر زنا کو زنا بالجبر کا نام دے کر اس کو سزا سے مستثنیٰ کرنا خلافِ اسلام و قانون ہے۔
- (۴) دفعہ ۳۷ کی رو سے بیوی کی مرضی کے بغیر جماع کرنا زنا بالجبر قرار پاتا ہے جو صریحاً خلافِ اسلام ہے۔
- (۵) زنا کی بعض صورتوں کو زنا بالجبر کا نام دے کر شرعی سزا سے نکال لینا اور تعزیر میں لے آنا خلافِ اسلام ہے۔
- (۶) زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلافِ اسلام ہے۔
- (۷) حدود آرڈیننس سے اقدام زنا یا مبادیاتِ زنا کی سزاؤں کی منسوخی غیر اسلامی ہے۔
- (۸) حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کا خاتمہ اسلام سے بغاوت، دستور سے انحراف اور حلف سے غداری ہے۔
- (۹) زنا کی شرعی سزا صرف نمائش ہے، متوازی اور متضاد قانون سازی کے بعد اس پر عمل ہونا ناممکن ہے۔
- (۱۰) شرعی سزاؤں میں کسی کو معافی کا اختیار نہیں، صوبائی حکومت اور صدر کا یہ اختیار حاصل کرنا غیر اسلامی ہے۔
- (۱۱) زنا کے ثبوت کے لئے پانچ گواہ مقرر کرنا غیر اسلامی جبکہ ملزم کے اعتراف کو بھی نکال دینا غیر اسلامی ہے۔
- (۱۲) لعان کی کاروائی مکمل نہ کرنے پر شوہر کی سزا کا خاتمہ بیوی کو معلق چھوڑ دینا ہے، یہ امر غیر اسلامی ہے۔
- (۱۳) ”لعان کی صورت میں بیوی کا اعتراف اس پر شرعی حد عائد کر دیتا ہے“ اس شق کا خاتمہ خلافِ اسلام ہے۔